إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا

غلام احمد قادیانی

نمبر ۱۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان پنجاب

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار ہفتہ میں تین بار فی پرچہ تین پیسے

الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۔ ششماہی ۔ سہ ماہی

جماعت احمدیہ کا مسلّمہ ارگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۳ | نمبر ۵۱

مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۵ء یوم شنبہ مطابق ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیریت ہیں ۔

خاندان نبوت میں خدا کے فضل سے خیریت ہے ۔

قریباً ایک ہفتہ سے سالانہ بجٹ آمد و خرچ کا حضرت خلیفۃ المسیح ملاحظہ فرما رہے ہیں ۔ اور منگل و بدھ تمام دن حضور نے اسی کام میں صرف کئے یہ مصروفیت ابھی جاری ہے ۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے ۔ کہ حضور سلسلہ کا جمع کردہ روپیہ کس کفایت اور احتیاط سے خرچ کرنا چاہتے ہیں ۔

مولوی عبد الرحیم صاحب نیر اور میر قاسم علی صاحب امرتسر سے واپس آ گئے ہیں متعدد لیکچروں کے علاوہ جناب میر صاحب کا آریوں سے مسئلہ تناسخ پر کامیاب مباحثہ بھی ہوا ۔

اسلام میں عورت کا درجہ

انگلستان میں مبلغ احمدیت کا عالمانہ لیکچر

ملک غلام فرید صاحب ایم اے احمدیہ مشنری متعینہ لنڈن نے ۲۵ ستمبر کو چیتھم میں "عورت کی حیثیت اسلام میں" کے مضمون پر لیکچر دیا ۔ جو نہایت دلچسپی اور توجہ کے ساتھ سنا گیا ۔ اس لیکچر کی رپورٹ وہاں کے ایک بہت بڑے اخبار نے ۵ اکتوبر کے پرچہ میں جو تین شہروں کا مشترکہ اخبار ہے شائع ہوئی ہے ۔ جس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے ۔ اخبار مذکور کا نام ان شہروں کے نام پر "چیتھم ۔ راچسٹر اینڈ گلنگھم نیوز" ہے اخبار مذکور لکھتا ہے :-

بروز جمعہ ۲۵ ستمبر شہر چیتھم کے یونیٹیرین چرچ میں ملک غلام فرید صاحب ایم اے نے جو کچھ عرصہ سے جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام کی خدمت انجام دے رہے ہیں ۔ بصدارت مسٹر برٹ رم ہارمر ایک دلچسپ فاضلانہ لیکچر دیا ۔ پادری ول ہیئر جنہوں نے اختتام لیکچر پر مختلف سوالات بھی کئے مضمون بیان کردہ پر گئے ۔ اس لیکچر کے متعلق بیان کرتے ہیں ۔ کہ چیتھم لاج میں اس سے پیشتر مجھے مطلقاً اس قسم کا فاضلانہ لیکچر سننے کا اتفاق نہیں ہوا ۔

لیکچرار کی شخصیت

لیکچر تو لیکچر خود لیکچرار بھی مغربی سامعین کے لئے ایک عجیب چیز تھی ان کا درمیانہ قد ان کا سڈول بدن ان کا مدبرانہ چہرہ سب ہی ان کو حیرت بنا رہے تھے ۔ اور اس پر سیاہ رنگ کے چست فراک کوٹ اور کامدانی کنارے والی مشہدی لنگی نے تو غضب ہی ڈھا دیا لیکن ان سب سے بالا و اعلیٰ وہ فصاحت اور طلاقت تھی جس کے ساتھ انہوں نے انگلش زبان میں فصیح لیکچر دیا اور وہ طرز ادا تھی جو مشرقی بے ہنگم زیر و بم کے برخلاف نہایت ملائم تھی ۔

اسلام سے قبل عورت کی حالت

غرض مضمون لیکچر کا عنوان "عورتوں کا درجہ اسلام میں" تھا ۔ ظہور اسلام سے قبل تمام قوموں اور تمام ملکوں میں عورتوں کی حالت مختصراً بیان کرنے اور عیسائی راہبین اور بالخصوص سینٹ پال کی تصریحات متعلقہ فرقہ اناث پر اظہار خیالات کرنے کے بعد فاضل لیکچرار نے بتایا

کو خود عرب میں جو گہوارہ اسلام ہے۔ اس سے قبل عورتوں کی حالت نہایت دردناک تھی۔ عورتیں اپنی خوشی اور اپنی رائے سے کوئی کام نہ کر سکتی تھیں۔ بلکہ وہ ہر بات میں خواہ وہ کتنی ہی مردوں سے غیر متعلق ہو۔ مردوں کی تابع فرمان ہوتی تھیں۔ خوشی سے نہیں۔ برضاء و رغبت نہیں۔ کسی آئین و قانون کی پابندی سے نہیں۔ بلکہ مردوں کی زبردستی سے ان کو ان کی تابعداری کرنا پڑتی تھی۔ عورت کو ان لوگوں کے ہاں اسقدر ذلیل سمجھا جاتا تھا۔ کہ عرب کو پیدا ہوتے ہی اس وحشیانہ رسم کا تختہ مشق بننا پڑتا تھا۔ جو عرب جیسے ملک میں لڑکیوں کے پیدا ہوتے ہی زندہ زمین میں گاڑ دینے کے متعلق عام طور پر رائج تھی۔ چنانچہ ہزاروں لڑکیاں پیدا ہوتے ہی اس ملک میں زندہ زمین میں گاڑ دی جاتی تھیں۔ قصہ کوتاہ اس ملک میں عورت کو پرلے درجے کی فرومایہ اور کم پایہ شے سمجھا جاتا تھا۔ اور نبی عربی (صلے اللہ علیہ وسلم) کی تشریف آوری سے پہلے نوع اناث کی یہ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ابتر حالت تھی۔ وراثت میں ان کا کسی قسم کا حق نہ ہوتا تھا۔ ان کی شادیاں بھی ان کی مرضی کے بغیر بلکہ مرضی کے خلاف ہوتی تھیں۔ اور اخلاقی حالت اس درجہ گری ہوئی تھی۔ کہ ایک لڑکا اپنی سوتیلی ماں تک سے شادی کر سکتا تھا۔ اور ایک خفیف سے اشتعال پر بھی مرد عورتوں کو اس طرح جدا کر دیتے تھے۔ جس طرح مکھی دودھ سے نکال پھینکتے ہیں۔ ایسی حالت میں یہ بعثت نبوی ہی کی برکت تھی۔ جو مردوں کے بعض فرضی حقوق کو اپنے لئے خود ہی تجویز کر لیتے اور انکے تکبر، غرور اور خود بینی کو مرکز اعتدال پر لے آئی۔ اور رحم مجسم بن کر عورت ذات کو اس بدحالی سے نکالا۔ اور اسکے جائز حقوق اسے بخشے۔

اسلام میں عورت کی حیثیت

قرآن کریم میں مذہبی لحاظ سے عورت اور مرد کا درجہ مساوی ہے۔ مرد اور عورت دونوں کو ہی خدا نے پیدا کیا ہے۔ پس یہ بالکل غیر مستحق ہے۔ کہ مرد یا عورت ایک دوسرے پر اپنی برتری اور تفوق کی بیجا ڈینگ مارے۔ عورت اور مرد مذہب اور روحانیت میں ایک ہی درجہ رکھتے ہیں اور مساوی حقوق لیکر پیدا ہوئے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ (ان خلقکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ (۳۰-۲۰) خالق حقیقی نے محض اپنے فضل و کرم سے عورت اور مرد کو ایک ہی جنس سے پیدا کیا ہے تاکہ وہ آرام پائیں۔ اور دونوں کے درمیان ایک دوسرے کے لئے چاہ و محبت ودیعت کی ہے۔

پس مرد کو یہ قطعاً حق نہیں پہنچتا۔ کہ وہ عورت پر کسی ایسے تفوق کے خیال سے ازراہ انانیت و فرعونیت نازاں و فرحاں ہو۔ جو خدا تعالے نے اس کو ہرگز نہیں بخشا۔

غرض فاضل مقرر نے قرآن مجید کی بہت سی آیات اور احادیث پڑھ کر سنائیں۔ جن کا ساتھ کے ساتھ انگریزی زبان میں ترجمہ بھی سنایا جاتا جس سے سامعین بہت متاثر ہوئے۔ "زیر قدم والدہ فردوس بریں است" کی شاعرانہ نازک خیالی نے خاص اثر کیا۔ اور "ھن لباس لکم و انتم لباس لھن" (عورتیں مردوں کا لباس ہیں۔ اور مرد عورتوں کا لباس) نے بھی غضب کا اثر حاضرین پر کیا۔ اسی ضمن میں یہ بھی کہا گیا۔ کہ خلقت انسانی کا مقصد وحید صرف خلاق دو عالم کی عبادت ہے۔ اور اس حیثیت میں عورت بالکل مرد کے برابر ہے۔ اسلام کا مقدس نبی (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) عورتوں کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ وہ خدا تعالے کی ایک لطیف مخلوق ہیں۔

طلاق اور خلع

قرآن میں عورتوں کے حقوق و مدارج کی بالتفصیل وضاحت کر دی گئی ہے۔ اور برخلاف سابق اب مرد اپنے خیالی اور وہم کی بنا پر عورت کو الگ نہیں کر سکتا۔ ہاں بعض ناگزیر حالات میں طلاق دی جا سکتی ہے۔ مثلاً بدچلنی یا لاعلاج ناموافقت یا بانجھ پن وغیرہ وغیرہ وجوہات سے۔ کیونکہ یہ وہ حالتیں ہیں۔ جن میں مرد اور عورت کا ایک دوسرے کیساتھ باہم نباہ مشکل ہے۔ اور پھر وہ اغراض بھی خاطر خواہ حاصل نہیں ہو سکتیں جن کیلئے وہ بیوی اور خاوند کی حیثیت سے دنیا میں چھوڑے جاتے ہیں۔ اسمیں کچھ شک نہیں۔ کہ ان حالات میں ایک مرد ایک عورت کو طلاق دے سکتا ہے۔ لیکن ایسے حالات کے ہوتے ہوئے اگر عورت کو یہ حق نہ دیا جاتا۔ کہ وہ اپنے آپکو اس مرد سے الگ کرالے۔ جس کے ساتھ کسی وجہ سے اس کی طبیعت موافقت نہیں رکھتی یا جو اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہے۔ یا جو اس قدر اوباش ہے۔ کہ اپنی پارسا منکوحہ کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتا۔ تو یہ ظلم ہوتا۔ مگر اسلام نے اس ظلم کو پیدا ہی نہیں ہونے دیا۔ اور جسطرح اس نے مردوں کو بعض ناگزیر حالات میں عورت کو اپنے سے جدا کر دینے کا اختیار دیا ہے۔ اسی طرح عورتوں کو بھی اس قسم کے حالات پیدا ہو جانے پر علیحدگی حاصل کر لینے کے حقوق دیئے ہیں۔ یہ سب کچھ اسلام نے کیا۔ اور مساوات حقوق و مدارج کو کھول کر بیان کیا ہے۔ مگر باوجود اس کے اس نے طلاق کو ایک بری شے قرار دیا ہے۔ اور واضح طور پر کہہ دیا ہے۔ کہ اگرچہ خلع اور طلاق کے مسائل بیان کئے گئے ہیں لیکن پھر بھی یہ امور خدا تعالے کی نظر میں مکروہ ہیں۔

فاضل مقرر نے اسی کے ساتھ اس امر کی وضاحت بھی کر دی۔ کہ اگر طلاق ہی تک نوبت پہنچ جائے۔ اور کوئی چارہ کار باقی نہ رہے۔ تو پھر بھی مرد کو اعزاز اور اکرام کے ساتھ عورت کو اپنے گھر سے رخصت کر دینے کے علاوہ اس کا حق مہر بھی بلا کم و کاست ادا کرنا چاہیئے۔ اور ایسا ہی اگر عورت اپنے خاوند سے خلع کرانے کی خواہاں ہو۔ تو وہ بھی فریق ثانی کے اعزاز و اکرام کے علاوہ حق مہر اور کچھ قسم دیگر حقوق سے دستبردار ہو جائے۔

اسلام اور عورت کی شخصیت

پھر اسلام میں عورت اپنی جائداد کی الگ طور پر مالک ہو سکتی ہے اور شادی کے بعد وہ اپنی شخصیت اور نام کو برقرار رکھ سکتی ہے۔ نہ یہ کہ یورپ کی عورتوں کی طرح باوجود یورپ کے باشندوں کے اس ادعا کے کہ یہاں مرد اور عورت مساوات فی الحقوق رکھتے ہیں۔ نکاح کے بعد اپنے اصلی نام تک کو کھو دے اور اپنی شخصیت ہی مفقود کر لے۔ بلکہ یہاں تک کہ ان کی ہستی ہی نہ رہے اور خاوند کی ہستی میں ہی مدغم ہو جائے۔ بلکہ اسلام میں تو اپنے نام اپنی شخصیت اور اپنی ہستی کو شادی کے بعد بھی اسی طرح برقرار رکھ سکتی ہے جس طرح کہ شادی سے پہلے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ تمدن خانگی میں مرد زیادہ سے زیادہ اگر کسی فضیلت کا دعویدار ہو سکتا ہے۔ تو وہ کمائی کی حیثیت ہے۔ جس طرح قیام تمدن کیلئے ہر ملک کا ایک بادشاہ ہوتا ہے۔ اور اس کے بغیر کسی حالت میں بھی امن قائم نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح یہاں بھی ہے۔ کہ جبتک کسی کنبہ میں کوئی سردار نہ ہو۔ وہ آرام سے زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ چونکہ مرد کو کنبہ کی پرورش کرنی پڑتی ہے۔ اسلئے اسے کنبہ کا سردار ہونے کی فضیلت بھی دی گئی ہے۔ اور اگر یہ کام یعنی پرورش کنبہ عورتوں کے ذمہ ہوتی تو پھر وہ اپنے کنبہ کی سردار ہوتیں۔

رسول کریم کی زندگی کے حالات

بعد ازاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے چند ایسے واقعات بیان کر کے فاضل مقرر نے اپنے مضمون کا سکہ لوگوں کے دلوں میں بٹھایا۔ گو جو مضمون زیر بحث کی نہایت عمدگی کے ساتھ تشریح کرتے تھے۔ اور جو آج بھی ہر ایک کیلئے اسی طرح سبق آموز ہیں۔ اور آئندہ بھی اسی طرح سبق آموز رہینگے جس طرح وہ کل سبق آموز تھے۔ اور بلا تفریق سیاہ و سفید و بلا تقسیم شرق و غرب ہر ایک کیلئے تھے۔ ان واقعات کو بیان کرتے ہوئے فاضل و لائق سپیکر نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی شادی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی پہلی شادی باوجود اس کے کہ آپ ابھی عین عنفوان شباب میں تھے۔ یعنی پچیس سالہ جوان تھے ایک ایسی عورت سے کی۔ جو آپ سے عمر میں پندرہ سال بڑی تھی۔ آپ کی معاشرت میں آپ کے متعلق مطلقاً کوئی ایسا واقعہ نظر نہیں پڑتا جس سے یہ معلوم ہو کہ آپ کے اور آپ کی ازدواج مطہرات کے درمیان کبھی کوئی ایسی نزاع پیدا ہوئی۔ جو دور نہ ہوئی ہو۔ پھر یہی نہیں بلکہ آپ قرار واقعی اور واجبی عزت بھی عورتوں کی کرتے تھے۔ اور اسبات کو یہاں تک مد نظر رکھتے تھے۔ کہ اور تو اور اگر خود ان کی اپنی صاحبزادی بھی ان کے سامنے آ جاتی تو بہر تعظیم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوتے۔ اس موقعہ پر فاضل مقرر نے احادیث سے اس پہلو کو خوب ہی روشن کیا۔ اور کہا کہ حدیث میں آتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو ان کی یعنی ماؤں کی تعظیم و تکریم نہیں کرتا وہ مجھ سے نہیں۔ یعنی اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ غرض ملک صاحب موصوف نے یہ کہتے ہوئے اپنا لیکچر ختم کیا کہ اسلام نے عورتوں کو اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر حقوق بخش رکھے ہیں۔ جو یورپ کا کوئی ملک حالات پیش آمدہ سے مجبور ہو کر آج تک انہیں دے سکا ہے۔

لیکچرار کا شکریہ

اختتام لیکچر پر لیکچرار کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا گیا۔ اور حاضرین کے مجمع کثیر نے بطیب خاطر اس فاضلانہ تقریر کے بعد شکریہ کے ووٹ دیئے اس موقعہ پر مضمون بیان کردہ پر بعض لوگوں کی طرف سے سوال بھی کئے گئے جن کے جوابات صاحب موصوف نے بڑی قابلیت سے تسلی بخش طریق پر دیئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

یوم شنبہ - قادیان دارالامان - ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۵ء

جماعت احمدیہ کا جدید نظام عمل

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

جیسا کہ پہلے اطلاع دی جاچکی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹ اکتوبر کو کارکنان جماعت احمدیہ کو جمع کر کے ایک تقریر فرمائی۔ جس میں صدر انجمن احمدیہ کی اصلاح کردہ صورت مجلس شوریٰ اور مجلس معتمدین کے صیغہ ہائے نظارت کے الحاق کا اعلان فرمایا۔ حضور کی تقریر چونکہ سب ضروری پہلوؤں پر حاوی ہونے کی وجہ سے طویل ہے۔ اس لئے چند نمبروں میں درج کی جائیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضور نے فرمایا:۔

آج آپ لوگوں کو کسی عام جلسہ یا کسی مذہبی مسئلہ کے متعلق کوئی بات سنانے کے لئے جمع نہیں کیا گیا۔ بلکہ ایک ایسی ذمہ واری کی طرف توجہ دلانے کے لئے جمع کیا گیا ہے۔ جس کو اُٹھانے اور پورا کرنے میں آپ سب لوگ شریک ہیں۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے۔ کہ اسوقت سلسلہ کے کام دو طریق پر چل رہے ہیں۔ کچھ حصہ کاموں کا مجلس معتمدین کے ذریعہ جو صدر انجمن احمدیہ کہلاتی ہے۔ انجام پاتا ہے۔ اور کچھ نظارت کے ذریعہ ہوتا ہے۔

۱۹۲۲ء میں جو مجلس شوریٰ ہوئی۔ اس میں بڑی بحث و مباحثے اور تبادلہ خیالات کے بعد یہ فیصلہ ہوا تھا۔ کہ ان دونوں صیغوں کو ملا دیا جائے۔ اور مجلس معتمدین کے کام کو بھی نظارت کے سپرد کر دیا جائے۔ میں نے اس فیصلہ کے بعد غور کر کے اس میں کسی قدر تبدیلی کر دی ہے۔ اور وہ یہ کہ جیسا کہ میں نے بارہا سنایا ہے۔ صدر انجمن کا نام اور اس کے کام کا طریق اور دوسروں کا تجویز کردہ تھا۔ نہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لیکن چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس کے متعلق منظوری ہو چکی تھی۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ تمام نام جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں قرار پا چکے تھے۔ ان کو قائم رکھا جائے۔ جیسا کہ میں نے ریویو اور تشحیذ الاذہان ملاتے وقت اس نام کو عظمت دی تھی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجویز کیا تھا۔ اور اب رسالہ پر ہوتا ریویو آف ریلیجنز لکھا جاتا ہے۔ اور باریک تشحیذ الاذہان۔ پس جب کام ایک ہی رنگ میں ہوتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ اس نام کو چھوڑ دیا جائے۔ جو گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجویز نہ کیا ہو۔ مگر آپ نے منظور کیا ہو۔ پس بجائے اس کے کہ نظارت کے قواعد میں تبدیلی کر کے مجلس معتمدین کو اس میں شامل کر دیا جاتا۔ میں نے یہ مناسب سمجھا کہ مجلس معتمدین کے قواعد میں تبدیلی کر کے نظارت کو اس میں شامل کر دیا جائے۔ اس وجہ سے مجلس معتمدین میں ایسی تبدیلیاں کر دی گئی ہیں۔ کہ ملکر کام ہو سکے۔ گو ممکن ہے۔ اس الحاق کی وجہ سے عملاً کوئی فرق نہ پڑے۔ لیکن موجودہ صورت میں یہ کیا گیا ہے۔ کہ نظارتوں کو مجلس معتمدین میں بدل دیا گیا ہے۔ آئندہ نظارت مجلس معتمدین کہلائے گی۔ اس طرح حضرت مسیح موعود کا منظور کردہ نام قائم رہے گا۔ اور صدر انجمن جو پہلے ایک خیالی وجود تھا۔ بلکہ سلسلہ کے عقائد پر سخت حملہ تھا صحیح معنوں میں صدر ہو جائیگی۔ پہلے اس کی تعریف یہ تھی۔ کہ ہر سلسلہ کے آدمی سے ملکر صدر انجمن بنتی تھی۔ جس کے معنے یہ تھے۔ کہ جماعت احمدیہ ایک انجمن ہے نہ کہ سلسلہ۔ بظاہر یہ ایک معمولی بات ہے۔ لیکن کفر و اسلام نبوت و مجددیت کے سارے مسائل اس میں آجاتے ہیں اگر سلسلہ محض انجمن ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی سلسلہ کے بانی نہیں۔ اور یقیناً آپ کی نبوت کے متعلق جو عقیدہ ہے۔ وہ بھی غلط ہو گیا۔ اسی طرح آپ کے انکار و عدم انکار سے جو مسائل متفرع ہوتے ہیں [illegible] حالانکہ سلسلہ احمدیہ حقیقی سلسلہ ہے۔ اور ایسا ہی سلسلہ ہے جیسے سلسلے گذشتہ انبیاء کے وقت قائم ہوتے رہے ہیں۔ ایسی حالت میں تمام جماعت احمدیہ صدر انجمن نہیں کہلا سکتی۔ پھر صدر تو وہ ہوتی ہے۔ جس کی آگے شاخیں ہوں۔ مگر اس تعریف کے ماتحت جب ساری جماعت صدر ہوئی۔ تو پھر شاخیں کونسی ہونگی۔ کیا غیر احمدی ہندو اور عیسائی شاخیں کہلائیں گی؟

آئندہ مجلس شوریٰ کا نام صدر انجمن احمدیہ قرار پایا ہے۔ اور جیسا کہ جماعت کا حق ہونا چاہیئے کہ جماعت چند معتمدین سے زیادہ با اختیار ہو۔ اور مجلس معتمدین کے لئے جماعت کا فیصلہ یا وہ فیصلہ جو خلیفہ نے کیا ہو منظور کرنا ضروری ہو۔ اس لئے آئندہ کے لئے ایسی تبدیلی کر دی گئی ہے۔ کہ وہ اہم امور جو ساری جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور صرف انتظامی معاملات سے تعلق نہیں رکھتے ان میں مجلس معتمدین کوئی کارروائی نہ کریگی۔ جب تک انہیں صدر انجمن یعنی مجلس شوریٰ منظور نہ کرے۔ مثلاً بجٹ کی کارروائی ہے۔ بجٹ پہلے صدر انجمن میں پیش ہوگا۔ اور پھر مجلس معتمدین میں جائیگا۔ پس آئندہ کے لئے یہ کیا گیا ہے۔ کہ نظارت کے کام مجلس معتمدین کے قواعد میں تبدیلی کر کے اس میں شامل کر دیئے گئے ہیں اور صدر انجمن اس جماعت کا نام رکھا گیا ہے جس میں تمام جماعت کے نمائندے شامل ہونگے۔ پہلے صدر انجمن ایک ذہنی وجود تھا۔ مگر آئندہ اسے یہ اختیار دیا گیا ہے۔ کہ وہ امور جو ساری جماعت سے تعلق رکھتے ہونگے۔ اور جن کی ذمہ واری ساری جماعت پر پڑے گی۔ وہ اس کے مشورہ کے بغیر نہ ہوں گے۔ کیونکہ یہ ضروری ہے کہ جنھوں نے کوئی کام کرنا ہو۔ ان سے یا بذریعہ ان کے قائم مقاموں کے مشورہ لے لیا جائے۔

اسوقت تک دونوں طریقوں کے علیحدہ علیحدہ ہونے کی وجہ سے بعض نقصانات ہو رہے تھے۔ جن کے دور کرنے کے لئے ضروری سمجھا گیا کہ دونوں کو ملا دیا جائے۔ سب سے پہلا نقصان تو یہ تھا کہ خرچ میں زیادتی تھی۔ دو صیغے جو علیحدہ علیحدہ کام کریں۔ ان میں لازماً اخراجات کی زیادتی ہوتی ہے۔ کیونکہ کئی کام جو ایک ہی کلرک یا ایک ہی افسر کر سکتا ہے۔ ان کے لئے علیحدہ آدمی مقرر ہوتے ہیں۔ اسوجہ سے مرکزی اخراجات میں زیادتی تھی۔ اب دونوں صیغوں کو ملا دینے سے ایک فائدہ یہ ہوگا۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے۔ اور کام کرنیوالوں کو صحیح طور پر کام کرنے کی توفیق دے۔ تو اخراجات پہلے کی نسبت کم ہونگے۔

دوسرا نقص یہ تھا کہ دو محکموں کے علیحدہ علیحدہ ہونے کی وجہ سے آمد کم ہوتی تھی۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو صیغوں کی وجہ سے آمد بڑھنی چاہیئے۔ کیونکہ ایک دوسرے کا مقابلہ ہوتا ہے۔ مگر یہاں ایسا نہیں تھا۔ وجہ یہ کہ آمد اسی وقت بڑھتی ہے۔ جب صیغہ آزاد ہو۔ اور دوسرے [illegible] جائے لیکن اگر وہ صیغے کسی اور کے ماتحت ہوں اور ان میں ایسی رقابت نہ ہو۔ کہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچائیں۔ تو ان کی کوششیں ڈھیلی پڑ جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ دو صیغوں سے آمد بڑھنے کی بجائے کم ہوتی تھی۔ اور اس کے متعلق یہ مثال موجود ہے کہ مجھے تعجب سے معلوم ہوا کہ مجلس معتمدین کے جو کارکن تھے۔ وہ اس شرح سے

زائد چندہ نہ دیتے تھے۔ جو مجلس نے مقرر کی ہوئی تھی۔ حالانکہ دوسرے کارکن زیادہ شرح سے چندہ دیتے تھے۔ اس طرح کم از کم ایک ہزار روپیہ ماہوار کا فرق پڑ جاتا ہوگا۔ اس کے علاوہ جس صیغہ کے متعلق کوئی کام ہوتا تھا۔ وہ اس کا زیادہ لحاظ رکھتا تھا۔ مثلاً تحصیل کا صیغہ اگر نظارت کے ماتحت ہوا تو وہ یہ مدنظر رکھیگا کہ نظارت کی آمد پوری ہو جائے۔ اور اگر مجلس معتمدین کے ماتحت ہوا۔ تو یہ مدنظر ہوگا۔ کہ صدر انجمن کی آمدنی پوری ہو۔ اس طرح بھی آمد کم ہوتی تھی ٭

پچھلے دنوں مجلس معتمدین پر ہزاروں روپیہ قرض ہو گیا تھا۔ اور سولہ ہزار کے بل پڑے تھے۔ اگر تحصیل کا کام اکٹھا ہوتا۔ تو اس قرضہ کی ذمہ داری صیغہ تحصیل کو معلوم ہو جاتی۔ مگر صیغہ تحصیل کا چونکہ زیادہ تعلق صیغہ نظارت سے ہے۔ اس لئے اس کی طرف سے غفلت ہوئی۔ گو قدرتاً ہوئی۔ مگر ہونی نہیں چاہیئے تھی۔ اسی طرح ایک زمانہ میں میں نے دیکھا۔ صیغہ تحصیل مجلس معتمدین کے ماتحت تھا اسوقت نظارت کی حالت بہت نازک ہو گئی تھی۔ کیونکہ اس وقت تحصیل والوں کی یہ غرض ہوتی تھی۔ کہ مجلس کا کام چلے۔ اور اس کی آمدنی بڑھے۔ پس اس طرح طاقت بڑھنے کی بجائے کمزور ہوتی تھی ٭

پھر اس طرح ایک ہلکی سی رقابت بھی دونوں صیغوں میں پیدا ہو گئی اور اس کی آواز بھی برابر میرے کانوں میں پڑتی رہی۔ کبھی تو یہ کہ مجلس معتمدین والے یوں کام کرتے ہیں۔ جس سے یہ نقصان ہوا ہے اور کبھی یہ کہ نظارت والے یوں کام کرتے ہیں۔ جس سے فلاں نقصان ہوا ہے۔ یوں تو ایک ہی صیغہ میں دو کام کرنے والوں میں بھی رقابت ہوتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول جو ہمارے دو بازو ہیں۔ ان میں بھی کچھ نہ کچھ رقابت پائی جاتی ہے۔ لیکن جب یہ رقابت حد سے بڑھ جائے۔ تو نقصان رساں ہوتی ہے۔ اور دونوں فریق سے تعلق رکھنے والے کی حالت اور بھی تنگ ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے۔ ہماری مثال اس عورت کی سی ہے جس کی ایک بیٹی کمہاروں کے ہاں بیاہی ہوئی تھی۔ اور دوسری مالیوں کے ہاں۔ جب کبھی بادل آتا۔ تو وہ عورت دیوانہ وار گھبرائی ہوئی پھرتی۔ لوگ کہتے۔ اسے کیا ہو گیا ہے۔ اس کی زبان پر یہ ہوتا کہ ایک بیٹی ہے نہیں۔ اگر بارش ہو گئی۔ تو جو کمہاروں کے ہاں ہے وہ نہیں۔ اور نہ ہوئی۔ تو جو مالیوں کے گھر ہے وہ نہیں۔ کیونکہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے ترکاریاں نہ ہونگی۔ اور اگر ہو گئی تو کمہاروں کے برتن خراب ہو جائینگے۔ یہی حالت اس شخص کی ہوتی ہے جس نے دو ایسے فریق سے کام لینا ہو۔ جن کی آپس میں رقابت ہو ان صیغوں میں رقابت گو ایسی نمایاں نہ تھی۔ مگر اس کے احساسات ضرور تھے۔ بعض ایسے لوگوں کے منہ سے جو ذمہ وار کہلاتے ہیں۔ اور میں تو سب کو ذمہ وار سمجھتا ہوں۔ مگر ایک اصطلاح بن گئی ہے۔ انہوں نے الزام تو نہیں لگایا کہ آپ یوں کرتے ہیں۔ مگر یہ کہا کہ نظارت کے معاملات آپ کے سامنے ایسے رنگ میں پیش ہوتے ہیں۔ کہ وہ آپ کی توجہ زیادہ لیجاتے ہیں اور ہم محروم رہ جاتے ہیں۔ میں یہ بحث نہیں کرتا۔ کہ ان کا یہ خیال ٹھیک تھا یا نہیں۔ اور نہ مجھ میں یہ بحث کرنے کی قابلیت ہے۔ کیونکہ ایسی باتیں بہت باریک احساسات سے مستنبط ہوتی ہیں۔ مگر ایسی باتیں میرے کانوں تک ضرور پہنچتی تھیں۔ اس وجہ سے نہ صرف دونوں صیغوں میں کشمکش ہوتی تھی۔ بلکہ جس طرح دو بدخو بیویوں والے خاوند کی شامت آجاتی ہے۔ اسی طرح میری حالت ہوتی تھی۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا۔ کہ ان دونوں صیغوں کو ملا دیا جائے ٭

پھر ایک اور نقص تھا۔ اور وہ وقت کا ضائع ہونا تھا۔ دونوں صیغوں میں کام کرنے والے چونکہ عموماً ایک ہی تھے۔ وہی ناظر تھے مجلس معتمدین کے ممبر۔ اس لئے کبھی نظارت انہیں اپنی طرف کھینچتی۔ اور کبھی مجلس۔ اور اس طرح بہت سا وقت ضائع ہو جاتا۔ میرے نزدیک ۲۵ فیصدی سے لے کر پچاس فیصدی تک ایک جگہ کام کرنے کی بجائے دو جگہ کام کرنے سے فرق پڑ جاتا ہے پھر دو جگہ کام ہونے کی وجہ سے کام کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ مثلاً کام کرنے والے ایک جگہ جمع ہوئے۔ وہاں کوئی اہم کام تھا۔ لیکن دوسری جگہ جانے کی وجہ سے اسے وہیں چھوڑنا پڑا۔ اور دوسری جگہ اس کی نسبت کم ضروری کام تھا۔ جسے ایک جگہ سارا کام ہونے کی وجہ سے پیچھے ڈالا جا سکتا تھا ٭

پھر بعض اوقات بیرونی لوگ بھی پریشان ہوتے تھے کئی دفعہ میرے پاس خط آتے۔ کہ میں سیکرٹری صاحب صدر انجمن کو کئی دفعہ لکھ چکا ہوں کہ مبلغ بھیجو۔ مگر کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ اسی طرح کوئی یہ لکھتا۔ کہ ناظر دعوت و تبلیغ کو تعلیم کے متعلق خط لکھا تھا۔ مگر کوئی جواب نہیں ملا۔ ایسے خطوط کے متعلق جو دوسرے صیغہ کے متعلق ہوتے۔ یہاں یہ ہوتا۔ کہ اول تو وہ خط یونہی دفتر میں پڑا رہتا یا پھر پندرہ بیس دن کے بعد اٹھا کر دوسرے دفتر میں بھیجدیا جاتا ٭

اسی طرح بعض لوگ جو یہاں کسی کام کے لئے آتے اور وہ کسی ایسے دفتر میں جا کر اس کام کے متعلق کہتے جس کے متعلق وہ نہ ہوتا۔ تو اس دفتر والے دوسرے دفتر میں بھیجدیتے۔ مثلاً نظارت کا کام تھا۔ جو صدر انجمن میں جا کر کہا گیا۔ تو انجمن والوں نے نظارت میں بھیج دیا دوسری دفعہ صدر انجمن کا کام تھا۔ جسے وہ شخص نظارت میں لے گیا۔ تو نظارت والوں نے انجمن کے ہاں بھیج دیا اس سے اس نے یہ خیال کر لیا۔ کہ دونوں صیغے کام نہیں کرنا چاہتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ باہر سے آنے والے حیران ہوتے۔ اور بے چینی پیدا ہوتی تھی ٭

پھر بعض کام کی ذمہ واریوں کے احساس میں فرق پڑ جاتا ہے۔ ایک فریق کہتا ہے۔ دوسرا کرے۔ اور دوسرا کہتا ہے۔ وہ کرے۔ اور کوئی بھی پوری ذمہ واری نہیں سمجھتا دو علیحدہ علیحدہ صیغوں میں یا تو یہ نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ ایک دوسرے کا کام چھیننا چاہتے ہیں۔ یا پھر سستی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کوئی فریق بھی اس کام کی ذمہ واری نہیں لینا چاہتا۔ یورپ میں ایسی صورت میں یہ رقابت ہوتی ہے۔ کہ دوسرے کے کام کو بھی اپنا کام قرار دیتے ہیں مگر یہاں چونکہ عام طور پر سستی ہے۔ اس لئے اس کے الٹ یہ کہتے ہیں۔ کہ فلاں کام ہمارا نہیں۔ بلکہ دوسروں کا ہے۔ میں نے یورپ کے وزراء کے متعلق بارہا اس قسم کے جھگڑے پڑھے ہیں کہ ایک وزیر کہتا ہے۔ فلاں کام میرا ہے۔ اور دوسرا کہتا ہے۔ میرا ہے۔ میں نے اس قسم کا جھگڑا کبھی نہیں پڑھا۔ کہ ایک وزیر کہے۔ یہ میرا کام نہیں دوسرے کا ہے۔ اور دوسرا کہے۔ میرا نہیں۔ اس کا ہے۔ یہ سستی اور چستی کی وجہ سے فرق ہے۔ یورپ میں تو یہ جھگڑا ہوتا ہے۔ کہ سب میرا کام ہے۔ مگر یہاں یہ کہ فلاں کام بھی میرا نہیں۔ فلاں بھی میرا نہیں۔ پس دو مختلف صیغوں کی وجہ سے کام کرنے والوں کی ذمہ واری کے احساس میں فرق پڑ جاتا ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے نقائص تھے جن کی وجہ سے ضروری تھا۔ کہ دونوں صیغوں کو جمع کر دیا جائے۔ رہی یہ بات کہ ان کاموں کو علیحدہ کیوں کیا گیا تھا۔ چونکہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ اور ہوا ہے۔ اور ہوتا چلا آیا ہے۔ کئی لوگوں سے میں نے سنا۔ اور دو نے تو لکھ کر بھی دیا تھا۔ اس لئے میں اس کی چند وجوہات بتاتا ہوں ٭

(بقیہ تقریر آئندہ درج ہوگی انشاء اللہ)

نیوگ سے آریوں کی نفرت کی وجہ

اخبار آریہ مسافر ۸ر اکتوبر لکھتا ہے:۔

"دو عیاش بدکردار دوسرے فریق استری کے حقوق غصب کرنیوالے جب براہ پنڈت لیکھرام اور نیوگ کا حال سنا اور انکو معلوم ہوا کہ اب استریاں ان کے پنجے یا پھندے سے نکل جائینگی تو انکو پنڈت جی اور نیوگ سے نفرت پیدا ہو گئی ٭"

[illegible]

حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات و مکاشفات میں بہائیوں کی تحریفات

نمبر (۴)

(از جناب مولوی فضل الدین صاحب کے قلم سے)

اب میں کوکب کی بعض خیالی تنبیہات پر غور کرتا ہوں۔ جو اس کے نزدیک خدا تعالےٰ کی طرف سے حضرت مرزا صاحب کو وقتاً فوقتاً ہوتی رہیں۔ اور بتاتا ہوں۔ کہ آیا وہ تنبیہات ہیں۔ جیسا کہ کوکب کا ظن باطل ہے۔ یا تبشیرات ہیں۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے حضرت مرزا صاحب کو دی جاتی رہیں ٭

کوکب نے مکاشفات حصہ دوم صـ۲۲ کا حوالہ دیکر حضرت مرزا صاحب کی ایک رؤیا کے متعلق لکھا ہے۔ اس میں "میرزا صاحب کو خدائی فرشتہ والد کی شکل میں آکر چھڑیاں مارتا ہے اور میرزا صاحب کہتے ہیں۔ کوئی اپنے لڑکے کو بھی مارتا ہے مگر فرشتہ مارنے سے باز نہیں آتا" اس حوالہ دینے میں کوکب نے کئی غلطیاں کی ہیں:۔

پہلی غلطی یہ کہ حضرت مرزا صاحب نے جو یہ فرمایا تھا۔ کہ "میں نے اپنے والد صاحب کو خواب میں دیکھا۔ آپ کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی چھڑی ہے۔ گویا مجھے مارنے کے لئے ہے" اس مضمون کو بگاڑ کر کوکب نے یہ لکھ دیا ہے۔ کہ "خدائی فرشتہ والد کی شکل میں آکر چھڑیاں مارتا ہے" حالانکہ چھڑی مارنے کا کوئی ذکر خواب میں نہیں ہے۔

دوسری غلطی یہ کی ہے۔ کہ الفاظ "ایک چھوٹی سی چھڑی ہے۔ گویا مجھے مارنے کے لئے ہے" کے آگے جو یہ الفاظ تھے کہ "میں نے کہا کوئی اپنی اولاد کو بھی مارتا ہے۔ جب میں یہ کہتا ہوں۔ تو ان کی آنکھیں پُرآب ہو جاتی ہیں" ان میں سے آخری فقرہ کو جس میں آنکھوں کے پُرآب ہو جانے کا ذکر ہے جس سے خواب کی اصل کیفیت ظاہر ہوتی تھی۔ اس کو بالکل ہی حذف کر دیا ہے ٭

تیسری غلطی یہ کہ اس کے بعد جو رؤیا کے یہ الفاظ تھے "پھر وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ تو میں یہی کہتا ہوں۔ آخر دو تین بار جب اسی طرح ہوا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی" ان کا یہ غلط مفہوم بیان کیا ہے۔ کہ "فرشتہ مارنے سے باز نہیں آتا" حالانکہ الفاظ رؤیا میں اس قسم کا کوئی فقرہ نہ تھا ٭

چوتھی غلطی یہ کی ہے۔ کہ رؤیا بیان کرنے کے بعد جو حضرت مرزا صاحب نے اپنی تقریر میں یہ بیان فرمایا تھا "کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے ایک الہام میں یوں بھی فرمایا ہے۔ انت منی بمنزلۃ اولادی" جس سے اس رؤیا کا مبشر ہونا ظاہر ہوتا تھا۔ اور یہ کہ حضرت مرزا صاحب کو اللہ تعالےٰ سے کس قدر تعلق محبت ہے۔ اس کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا ہے ٭

رؤیا کے مضمون اور الفاظ میں جو چار تصرّف کوکب نے کئے ہیں۔ ان کا ذکر کرنے کے بعد میں اصل الفاظ رؤیا کے جو اخبار الحکم جلد ۶ نمبر ۳۹ صـ۸ کالم ۲ مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئے ذیل میں درج کرتا ہوں۔ فرمایا:۔

"میں نے اپنے والد صاحب کو خواب میں دیکھا (دراصل ملائکہ کا تمثل تھا۔ مگر آپ کی صورت میں) آپ کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی چھڑی ہے۔ گویا مجھے مارنے کے لئے ہے۔ میں نے کہا۔ کوئی اپنی اولاد کو بھی مارتا ہے۔ جب میں یہ کہتا ہوں۔ تو ان کی آنکھیں پُرآب ہو جاتی ہیں۔ پھر وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ تو میں یہی کہتا ہوں۔ آخر دو تین بار جب اسی طرح ہوا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی"

اب علم تعبیر الرؤیا میں اس خواب کی جو تعبیر بیان کی گئی ہے۔ وہ اس طرح ہے

پہلا جزو اس خواب کا فرشتوں کا دیکھنا ہے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کو اپنے والد کی شکل میں متمثل ہو کر نظر آئے۔ اس کی نسبت تعطیر الانام جلد ۲ صفحہ ۲۳۱ و ۲۳۲ میں لکھا ہے کہ فرشتوں کا دیکھنا بشارت ہے۔ اگر کسی جگہ فرشتوں کا اترنا دیکھا جائے۔ تو وہاں کے لوگ اگر کسی جنگ میں مصروف ہونگے تو مظفر و منصور ہونگے۔ اور اگر کسی تکلیف میں ہونگے۔ تو ان کی تکلیف جاتی رہے گی۔ دوسرے یہ کہ اہل حق کی تائید ہوگی۔ اور اہل باطل کمزور ہونگے ٭

ان دونوں تعبیروں کے علاوہ یہ خواب [illegible] طرح مبشر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت جو دینی جہاد میں مصروف ہے۔ ان کی نسبت اس خواب میں یہ بشارت دی گئی ہے۔ کہ وہ مظفر و منصور ہونگے۔ اور اہل باطل جو ان کے مخالف ہیں اور ان کو تکلیفیں پہنچاتے ہیں۔ وہ دن بدن کمزور ہوتے جائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اپنی متواتر وحی میں بھی اس قسم کے بہت سے وعدے فرمائے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں میں موجود ہیں ٭

دوسرا جزو اس خواب کا یہ ہے۔ کہ اس فرشتہ کے ہاتھ میں جو حضرت مسیح موعودؑ کے والد کی شکل میں نظر آیا۔ ایک چھوٹی سی چھڑی ہے۔ جو گویا حضرت مسیح موعودؑ کے مارنے کے لئے ہے اس جزو کی تعبیر کامل التعبیر صفحہ ۱۵۲ میں مغربی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان ہوئی ہے۔ کہ جو شخص یہ دیکھتا ہے۔ کہ فوت شدہ شخص اسے مارتا ہے۔ تو اس کی تعبیر یہ ہوگی۔ کہ اس کا سفر مفید ہوگا نہ مضر ٭

چونکہ رؤیا کے زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے والد وفات پا چکے تھے۔ اس لئے ان کے ہاتھ میں مارنے کے لئے چھڑی ہونے کی یہ تعبیر ہوگی۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا جو سفر اس کے بعد ہوگا۔ مبارک ہوگا ٭

تیسرا جزو اس خواب کا یہ ہے۔ کہ جب حضرت مسیح موعودؑ اپنے والد کو (جو دراصل ملائکہ کا تمثل تھا) یہ کہتے ہیں۔ کہ کوئی اپنی اولاد کو بھی مارتا ہے۔ تو ان کی آنکھیں پُرآب ہو جاتی ہیں۔ خواب کے اس جزو سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ سے فرشتوں کو محبت اور شفقت کا وہی تعلق تھا۔ جو ایک باپ کو بیٹے سے ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے والد کی شکل میں فرشتوں کا متمثل ہو کر نظر آنے سے یہی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔ ورنہ والد کی شکل میں متمثل ہو کر آنے کا کیا مقصود ہو سکتا ہے۔ پھر فرشتوں کی آنکھ کا پُرآب ہونا بھی یہی ظاہر کرتا ہے۔ کہ اہل السماء میں حضرت مسیح موعودؑ کا بہت بڑا درجہ ہے کیونکہ فرشتے اسی شخص کے لئے چشم پُرآب ہونگے جس کا درجہ اہل السماء میں مسلم ہو۔ ورنہ ظالموں کے لئے تو قرآن شریف میں صاف فرمایا گیا ہے۔ کہ ان کے تو تباہ و برباد ہونے پر بھی کوئی مومن اور کوئی فرشتہ افسوس نہیں کرتا جیسا کہ فرعونیوں کی نسبت آیا ہے۔ فما بکت علیھم السماء والارض۔ کہ فرعونیوں کے ہلاک ہونے کی کسی نے بھی پرواہ نہ کی نہ اہل السماء میں سے ہی کسی فرشتہ نے ان کے ہلاک ہونے پر آنسو بہائے۔ نہ اہل ارض میں سے ہی کوئی مومن ان پر رویا۔

پس حضرت مسیح موعودؑ کو جو اس رؤیا کے مطابق صریح وحی میں یہ فرمایا گیا ہے۔ لک درجۃ فی السماء وفی الذین یبصرون۔ کہ اہل سماء کی نظر میں بھی تیرا ایک درجہ اور مرتبہ ہے۔ اور ان لوگوں کی نظروں میں بھی جو [illegible] ہیں۔ خدا کی طرف سے ہے۔ کہ اہل السماء میں بھی آپ مقبول ہیں اور اہل ارض میں بھی آپ مقبول ہیں۔ اور اسی قبولیت کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ ملائکۃ اللہ رؤیا میں بھی آپ کے لئے چشم پُرآب ہیں۔ جو رحم اور شفقت کی علامت ہے۔ اور علم رؤیا کی کتاب تعطیر الانام جلد ۱ صفحہ ۲۳۶ میں لکھا ہے۔ کہ جو شخص یہ خواب دیکھے کہ اس پر رحم ہوتا ہے۔ وہ مغفور اور جنتی ہے ٭

نبوت مسیح موعود اور غیر مبایعین

نمبر (۱)

ماہ ستمبر میں ناظرین "الفضل" میرے دو مضمون "مولوی محمد علی صاحب و نبوت مسیح موعودؑ" کے عنوان کے ماتحت ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ یہ ہر دو مضمون مولوی محمد علی صاحب کی کتاب "ختم نبوت و مسیح موعود" کی دو باتوں کے جواب میں شائع ہوئے تھے۔ ان مضامین کا جواب پیغام صلح مجریہ ۷ ر اکتوبر ۱۹۲۵ء میں شائع ہوا ہے۔ اس جواب کو جس قدر پڑھا جائے۔ اتنی ہی حیرانی بڑھتی ہے۔ اور اس پر جتنا غور کیا جائے۔ اتنا ہی مجیب کی خوش فہمی پر تعجب ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے مضمون نگار صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کی وکالت تو اختیار کر لی۔ مگر وہ یہ نہ سمجھے۔ ایسا مضمون لکھ کر میں اپنی علمیت اور سخن فہمی کی قلعی کھول رہا ہوں۔

مجیب صاحب لکھتے ہیں "ہم ظلی کے معنی حضرت مسیح موعود کی تحریر سے پیش کرتے ہیں" مگر میں نے بھی تو ظلی کے معنے ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۸ کے رو سے ہی بتائے تھے۔ اور یہ معنی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر سے ثابت کئے تھے۔ کہ کسی چیز کے ظلی طور پر ملنے سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ وہ چیز ملی ہی نہیں۔ بلکہ ظلی طور پر ملنا عین اس چیز کا ملنا ہے۔ مجیب کا فرض تھا۔ کہ اگر میرا استدلال غلط تھا۔ تو مجھے اس تحریر کا صحیح مطلب بتاتے۔ اور میرے استدلال کو توڑ کر دکھاتے۔ اور بعد میں اپنی تائید میں بے شک حضرت مسیح موعودؑ کی تحریریں بھی پیش کرتے۔ یوں تو مجیب صاحب مجھے سمجھانے کا ادعا کرتے ہیں۔ مگر کیا سمجھانے کا یہی طریق ہے۔ کہ دوسرے کے دلائل کو نظر انداز کر کے اور اور باتیں کرنے لگ جائیں۔ یہ جواب دینے کا عجیب طریقہ ہے۔ کہ میرے مضمون کی کسی دلیل کو چھوا نہیں جاتا۔ ظلی کے جو معنے بیان کئے ہیں۔ ان کی تردید کی نہیں جاتی اور صرف یہ ثابت کرنے کے لئے کہ جواب دیا جا رہا ہے۔ حضرت صاحب کے دو قول نقل کر دیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ جو اقوال پیش کئے جاتے ہیں۔ وہ ہمارے مقصد و مدعا کے ہرگز مخالف نہیں۔ صرف مضمون نگار کی کوتاہ فہمی ہے کہ انہیں ہمارے بیان کردہ معنوں کے خلاف نظر آ رہا ہے۔ کیا میں مضمون نگار سے توقع رکھ سکتا ہوں۔ کہ وہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کے حوالہ کو مدنظر رکھ کر یہ ثابت کریں [illegible] مسیح موعودؑ کی نبوت اولیاء والی ہے۔ اور ظلی نبوت سے مراد ولایت ہے نہ کچھ اور۔ مگر مجھے یقین ہے۔ کہ ایسی توقع پوری نہیں ہو سکتی کیونکہ ان لوگوں کا یہی تجربہ ہے۔ کہ وہ دلائل کے مقابل نہیں آیا کرتے۔ صرف پیچیدگیاں پیدا کر کے لوگوں کے حواس کو پراگندہ اور دماغ کو منتشر کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسی میں اپنی کامیابی سمجھتے ہیں۔ اور اس پر پھولے نہیں سماتے۔

پہلا حوالہ

مضمون نگار نے پہلا حوالہ جو پیش کیا ہے۔ وہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے ضمیمہ صفحہ ۸۱ کا ہے جس کا ماحصل حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں ہی یہ ہے:-

"ایک مومن ظلی طور پر اخلاق و صفات الٰہیہ کو اپنے اندر لے کر خلافت کا درجہ اپنے اندر حاصل کرتا ہے۔ اور ظلی طور پر اسی صورت کا مظہر ہو جاتا ہے۔ اور جیسا کہ خدا غیب الغیب اور وراء الوراء ہوتا ہے۔ ویسا ہی یہ مومن کامل اپنی ذات میں غیب الغیب وراء الوراء ہوتا ہے"

اس کے بعد مدیر پیغام نتیجہ نکالتا ہے "کہ گو مومن کی ذات میں غیب الغیب اور وراء الوراء کی صفت آ جاتی ہے۔ تاہم وہ بجز اللہ ہی ہوتا ہے۔ اللہ نہیں ہو جاتا۔ جب مومن کامل خدا کا ظل بن کر خدا نہیں ہو جاتا۔ تو نبی کا ظل بن کر کیسے نبی بن سکتا ہے"

حوالہ کی تشریح

مجیب صاحب نے اتنا بھی نہیں سوچا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب ظل اللہ کی تشریح کو میں نے جس رنگ میں ملیامیٹ کیا تھا۔ وہ اس حوالہ کے پیش کرنے سے قائم کیسے ہو گئی۔ ہم کب کہتے ہیں۔ ظل اللہ، اللہ ہو جاتا ہے۔ ہم تو کہتے ہیں۔ ظل اللہ کے اللہ نہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ انسان گو صفات الٰہیہ کو ایک حد تک اپنے اندر جذب کر سکتا ہے۔ مگر صفات لازمہ الوہیت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ خدا تعالےٰ کی کامل اور غیر محدود صفات انسان کو ہرگز نہیں مل سکتیں۔ ایسا خیال سراسر شرک ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس تحریر میں بندہ کو خدا تعالےٰ کی تمام صفات ملنے کا کہیں ذکر نہیں فرمایا۔ اگر تمام صفات ملنا آپ جائز سمجھتے۔ تو مسیح ناصری علیہ السلام کے متعلق باذن اللہ حقیقی مردے زندہ کرنے اور پرندے پیدا کرنے کے عقیدہ کو شرک کیوں قرار دیتے۔ سچی بات یہ ہے۔ کہ انسان چونکہ تمام صفات میں خدا کا کامل ظل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اتنی حد تک ہی ہوتا ہے۔ جو اس کی خلافت کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے خدا کے ناقص ظل پر مسیح موعود علیہ السلام کو جو آنحضرت صلعم کے کامل ظل ہیں قیاس کرنا سراسر نادانی ہے۔ جب کہ نزول المسیح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام [illegible] سلسلہ موسوی اور محمدی کا تقابل پورا کرنے کیلئے مسیح موعودؑ میں شان نبوت کا پایا جانا ضروری قرار دیا ہے۔ اور شان نبوت کی نفی کے خیال کو آنحضرت صلعم کی کسر شان بتایا ہے۔ تو آپ میں شان نبوت پائی جانے کو نبوت کا نہ پایا جانا سمجھنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ اگر پیغام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایسی تحریر بتاتا۔ جس میں یہ لکھا ہوتا۔ کہ ظل اللہ کامل طور پر خدا کے صفات کو جذب کر لیتا ہے۔ تب ظلی نبی کی اصطلاح کے مقابل میں ایسی تحریر پیش ہوتی کچھ اچھی بھی لگتی۔ لیکن جب کہ مسیح موعودؑ کی کسی تحریر سے ایسا نہیں دکھایا جا سکتا۔ تو خواہ مخواہ ناقص ظل کو کامل ظل پر کس طرح قیاس کیا جائے۔

میں مضمون نگار صاحب کی توجہ پھر ازالہ اوہام کی طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں۔ وہ خدارا اس حوالہ کو غور سے پڑھیں۔ اور پڑھ کر بتائیں۔ کہ جب امت محمدیہ کو تمام کمالات و شرف و مقام حتیٰ کہ ادنیٰ درجہ کا ایمان بھی بموجب تحریر حضرت مسیح موعودؑ نبی کریم صلعم سے ظلی طور پر ملتا ہے۔ تو کیا اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ جس طرح ظل اللہ اللہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح ظلی مومن مومن نہیں ہوتا۔ ظلی صالح صالح نہیں ہوتا۔ اگر یہ مطلب نہیں بلکہ آنحضرت صلعم سے کسی چیز کے ظلی طور پر ملنے کے یہ معنے ہیں۔ کہ وہ چیز اسے فی الحقیقت مل گئی۔ اور ظلی مومن درحقیقت مومن ہوتا ہے اور اس قسم کے مدارج کو ظل اللہ کے محاورہ پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ تو کیسے ظلی نبی کی اصطلاح کو ظل اللہ پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ اگر مضمون نگار کو اپنی بات کی ترجیح ہے۔ اور وہ صداقت کا اقرار کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تو میں انہیں چیلنج کرتا ہوں۔ کہ وہ ذرا صفحہ ۳۹۱ کے حوالہ کو مدنظر رکھ کر مسیح موعود کی نبوت کو جو ظلی نبوت ہے۔ ولایت ثابت کر کے دکھلائیں۔ کیونکہ میری تمام تحریر اس بات کے جواب میں تھی۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے مسیح موعودؑ کی ظلی نبوت کو ظل اللہ کے محاورہ پر قیاس کرتے ہوئے ولایت قرار دے کر یا خود غلطی کھائی ہے یا عمداً مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے۔

دوسرا حوالہ

مجیب صاحب نے دوسرا حوالہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸ سے یہ پیش کیا ہے:-

"ظلی نبوت جس کے معنے ہیں فیض محمدی سے وحی پانا قیامت تک باقی رہے گی۔ تا کہ انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو۔" الخ

حوالہ کی تشریح

یہ حوالہ پیش کر کے نتیجہ نکالا ہے "کہ یہاں نہایت صفائی سے ظلی نبوت کے معنے بیان فرما دیئے ہیں۔ یعنی فیض محمدی سے وحی پانا یہی ظلی نبوت ہے۔ اور یہ دروازہ امت محمدیہ میں کھلا رہا ہے۔ اور قیامت تک کھلا رہے گا۔ کیونکہ اس کے بغیر تکمیل نفس نہیں۔ گویا محدثیت ہی ظلی نبوت ہے"

خط کشیدہ الفاظ کا مضمون حصر یہ خدا جانے راقم مضمون نے کہاں سے نکال لیا ہے۔ حضرت والا یہ حصر ایجاد بندہ ہے اور یہ حوالہ ہرگز ہمارے مقصد کے خلاف نہیں۔

کاش! ذرا آپ نے اسی صفحہ پر یہ عبارت بھی پڑھی ہوتی۔ کہ "اس اُمت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیروی سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں۔ اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی" اور امتی کے معنی خود ہی بتلا دئے کہ "میں صرف نبی نہیں۔ بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ہوں۔ تا آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان ثابت ہو" حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۵۔ ہر ایک انعام آں حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیروی سے پانا (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۹ حاشیہ) پس جب امتی اور ظلی کے الفاظ نبی کے ساتھ ملکر صرف ایک ہی مفہوم ثابت کر رہے ہیں۔ یعنی فیضان محمدی سے انعام حاصل کرنا۔ تو امت محمدیہ میں ہزار اولیاء کا ذکر کرتے ہوئے صرف اپنے وجود کو امتی نبی کہنا۔ اور "تذکرۃ الشہادتین" میں صرف اپنے تئیں کامل ظلی نبی قرار دینا صاف ثابت کرتا ہے۔ کہ جب آپ اپنے متعلق نبی ظلی کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ تو اس مفہوم کے ساتھ کرتے ہیں۔ کہ آپ کو نبوت ظلی (بالواسطہ) کامل طور پر ملی ہے۔ اور آپ بالواسطہ کامل نبی ہیں۔ ظل کے معنے اس جگہ اینٹ پتھر کی دیوار کا سایہ یا درخت کا سایہ نہیں۔ بلکہ بالواسطہ فیضان محمدی کا نام ظلیت ہے۔ پس جو فیضان بالواسطہ ہوگا۔ وہ ایک حقیقت ہوگی۔ بے اصل چیز نہ ہوگی۔ اور براہ راست نبوت ملنے یا بالواسطہ نبوت ملنے سے مراد دونو جگہ درحقیقت نبوت کا ملنا ہے۔ کیونکہ بالواسطہ کسی چیز کا ملنا نہ ملنے کے برابر نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ ملنا ہی ملنا ہوتا ہے ؎

ہاں جہاں آپ نے ظلی نبوت کو عمومیت کے رنگ میں لیتے ہوئے اس کے معنے صرف فیض محمدی سے وحی پانا لکھے ہیں اور وحی کو اظہار علی الغیب کی شرط کے ساتھ مقید نہیں کیا وہاں نبوت سے مراد ایسی نبوت ہے۔ جو کامل اور ناقص دونو قسم کی نبوت کو شامل ہے۔ جس طرح محدثین امت کو جزوی نبی کہہ سکتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ کامل نبوت ان میں موجود نہ تھی۔ اسی طرح جب انہیں کامل ظل نہ ہونے کی وجہ سے ظلی نبی کہا جائے گا۔ تو نبی کا لفظ ہمیشہ ان پر مفہوم جزئی کے ساتھ صادق آئے گا۔ چونکہ کثرت فیضان کا اظہار مقصود تھا۔ اس لئے اس حوالہ میں اپنی کامل ظلیت کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ نبوت جزویہ عامہ کا ذکر کیا ہے۔ نیز اس حوالہ سے بھی ظلی کے معنے یہی ثابت ہوتے ہیں۔ کہ جو چیز ظلاً ملتی ہے۔ وہ درحقیقت ملتی ہے۔ چنانچہ فیضان محمدی سے وحی ملنا کوئی بے حقیقت شے نہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لئے ظلی نبی کا لفظ وحی کے معنوں میں استعمال نہیں فرمایا۔ بلکہ اولیاء سے علیحدہ کر کے اپنے تئیں امتی نبی (بالواسطہ نبی) قرار دیا ہے۔ اگر پیغام صلح اپنے امیر صاحب کے خیال کے درست ہونے پر مصر ہے۔ تو وہ میرے مضمون کو بغور پڑھ کر حقیقۃ الوحی کا صفحہ ۱۵۵ اور تذکرۃ الشہادتین کا صفحہ ۴۳ مدنظر رکھ کر ثابت کرے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد اپنی ظلی نبوت سے ولایت تھی۔ اگر وہ ایسا نہ کر سکے (خدا کے فضل سے یقیناً وہ ایسا ثابت نہیں کر سکیگا) تو مخلوق خدا کو دھوکہ دینے سے شرمائے۔ اور یوم الحساب سے خائف ہو کر اپنی اصلاح کرے۔

قاضی حکیم محمد نذیر مولوی فاضل و منشی فاضل ۔ لائلپور

ممالک غیر کی خبریں

——ایتھنز ۲۴ ر اکتوبر۔ ایک کمیونیک مظہر ہے۔ کہ یونانی افواج کو ان کا مقصد حاصل ہو گیا۔ یعنی پٹرچ پر قبضہ کر لیا۔ یونانی جنگی کارروائیوں کو ایک حد تک ختم سمجھنا چاہیئے۔ اور اب یہ معاملہ بالکل سیاسی رہے گا۔ ایک نیم سرکاری بیان مظہر ہے۔ کہ بلغاریہ کے پاس یونان نے جو نوٹ بھیجا تھا۔ اس کی صورت الٹی میٹم کی ہرگز نہ تھی ؛

——کراچی ۲۴ ر اکتوبر۔ ڈیلی گزٹ کے نامہ نگار مقیم بوشہر کا ایک خاص بحری پیام مظہر ہے۔ کہ خلیج فارس میں ایک غضبناک طوفان برق وباد وقوع پذیر ہوا۔ جہاں تک انسانی حافظہ کام کرتا ہے۔ ایسے بلا خیز طوفان کی نظیر اس خطے کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ایک ہزار سے زیادہ جانیں اس طوفان کی نذر ہو گئیں۔ چالیس کشتیاں ڈوب گئیں۔ اس طوفان کا اثر زیادہ تر بحرین پر ہوا۔ ایک دوسرے پیغام میں نقصان جان کا اندازہ سات ہزار جانوں کا لگایا گیا ہے ؛

——قاہرہ ۲۳ ر اکتوبر۔ طنطہ میں سالانہ میلہ کے وقت جبکہ سوار پولیس وزارت کے ایک رکن کیلئے مجمع میں راستہ بنا رہی تھی۔ ۴۵ آدمی تو دب کر جان سے مر گئے۔ اور ۴۳ زخمی ہوئے۔ جو جان سے مرے ہیں۔ ان میں ۲۵ لڑکے ہیں۔ ۱۱ لڑکیاں ۱۲۔ مرد اور دس عورتیں ہیں۔ اس میلہ میں تقریباً دس لاکھ آدمی شریک ہوتے ہیں ؛

——ایتھنز ۲۲ ر اکتوبر۔ موسیو رنڈس وزیر امور خارجہ نے استعفا داخل کر دیا ہے۔ وزیر بحر عارضی طور پر اس کی جگہ مقرر کیا جائے گا ؛

——بیروت ۲۲ ر اکتوبر۔ دمشق کی حالت بہتر ہو گئی ہے۔ دروزیوں کے دستے جو باغیوں کی حمایت کے لئے آئے تھے۔ شہر چھوڑ کر چلے گئے ؛

——میڈرڈ کے سرکاری وکیل نے ناردان ریلوے کے ایک افسر اعلےٰ فیڈریکو اریاگ نامی کے خلاف (۱۱۸۵) غبن کے مقدمات دائر کئے ہیں۔ اور عدالت سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ اس شخص کو ہر غبن پر نو سال قید کی سزا دی جائے ؛

——لنڈن ۲۳ ر اکتوبر۔ اخبار "ٹائمس" کا نامہ نگار متعینہ صوفیہ ۲۲ ر اکتوبر کو پٹرچ سے تار دیتا ہے۔ کہ بلغاری سرحد پر یونانی افواج کے بڑھتے ہی سرحد سے سولہ میل کے فاصلہ سے گولہ باری بھی شروع کر دی گئی تھی بلغاری چوکیوں نے یہ دیکھ کر کہ مقابلہ کرنا ناممکن ہے پیچھے ہٹنا مناسب سمجھا۔ سرحد کے رہنے والوں کو بھی حکم دیا گیا۔ کہ وہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر چلے جائیں۔ سات آٹھ گاؤں کے باشندے جن کی تعداد دس ہزار سے پندرہ ہزار تک پہنچتی ہے۔ اپنے گھروں کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ ان لوگوں میں مشکل سے کسی کے پاس سامان ہو گا۔ یونانی جن کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے بہت زیادہ لوٹ مار کی ہے اور اس سے آگے بڑھے ہیں۔ اس وقت تک بلغاری سرحد کے اندر پانچ میل تک گھس آئے ہیں۔ بعد کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ یونانی توپخانہ بڑی قسم کی توپیں استعمال کر رہا تھا۔ پٹرچ پر گولہ باری کی گئی۔ جس سے چار عورتیں اور تین بچے زخمی ہوئے۔ بلغاری فوج کے نقصانات اس وقت تک جو ہوئے ہیں۔ ان میں سے ۸ زخمی ہوئے ہیں اور ۸ جان سے مرے ہیں ؛

خریدارانِ الفضل سے گذارش

احباب کرام خریداران الفضل کو اطلاع ہو۔ کہ جن اصحاب کی قیمت ۱۵ ر اکتوبر و ۱۵ ر نومبر کے مابین کسی تاریخ کو ختم ہوتی ہے۔ ان کے نام الفضل نومبر کے پہلے ہفتے کا پرچہ وی پی کیا جائے گا۔ جو اصحاب وی پی واپس کریں گے۔ ان کے نام کا پرچہ تا وصولی قیمت امانت میں رہے گا ؛

یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے۔ کہ وی پی واپسی سے ہر مہینے تیس چالیس خریداران کے نام پرچہ بند ہو جاتا ہے۔ اور نئے خریدار کم آتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اخراجات الفضل آمد سے زیادہ ہیں۔ چنانچہ اس سال یہی حال رہا۔ جس کی وجہ سے یہ امر قابل غور ہو گیا ہے کہ آیا الفضل ہفتہ میں تین بار رہے یا دو بار کر دیا جائے۔ عملہ الفضل تو خریداران کی عام خواہش کے مطابق اس تہیہ میں تھا اور ہے۔ کہ اخبار ۱۲ صفحے پر کر دیا جائے۔ اور ہفتہ میں تین بار رہے۔ لیکن اس صورت کیلئے ایک ہزار خریدار اور ملنا چاہیئے تھا۔ یا پھر دو روپے موجودہ قیمت میں اضافہ قبول فرمایا جائے ؛

مینیجر الفضل قادیان

ہندوستان کی خبریں

——شملہ ۲۴ ر اکتوبر۔ حکومت ہند کی طرف سے ایک کمیونک شائع ہوا ہے۔ اس میں درج ہے۔ کہ ملک معظم نے یہ خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ امسال بھی ۱۱ ر نومبر کو عارضی صلح منانے کی یاد میں پوری سلطنت برطانیہ میں تمام کاروبار ۱۱ بجے سے ۲ منٹ کے لئے روک دیا جائے۔ لیکن ریل اور پانی یہ دونوں چیزیں نہ بند ہوں۔ حکومت ہند کو اعتماد ہے۔ کہ یہاں کی تمام وفادار رعایا ملک معظم کی اس خواہش پر عمل کرے گی۔ تاکہ یہ رسم تمام برطانوی ہند میں بیک وقت ادا ہو۔ وقت ریلوے ٹائم سے ہر جگہ مقرر کرنا چاہیئے ؛

——ستر اشخاص سے زیادہ کو جن کے متعلق باور کیا جاتا ہے کہ وہ ایک طاقتور ڈاکوؤں کے جتھے کے ممبر ہیں۔ فیض آباد (اودھ) کے ضلع میں گرفتار کیا گیا ہے۔ مکانات پر چھاپہ مارنے کے دوران میں جن سے یہ گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ پولیس بڑی بھاری تعداد میں زیورات نقدی۔ بڑی بھاری تعداد میں تلواریں اور آتشیں اسلحہ جات قبضہ میں لائی۔ یہ باور کیا جاتا ہے۔ کہ یہ گروہ ۶۰ ڈاکوں کے لئے ذمہ وار ہے۔ جو گذشتہ چند سالوں میں اودھ کے اضلاع میں ڈالے گئے ؛

——کلکتہ ۲۳ ر اکتوبر۔ اسٹیٹسمین کلکتہ کو معلوم ہوا ہے۔ کہ چند ہی ہفتہ کے اندر کلکتہ میں ایک سنسنی خیز مقدمہ چلنے والا ہے۔ جس میں ملزم کلکتہ کا ایک قدیم باشندہ ہے۔ جو کہ اسکاٹ لینڈ میں گرفتار کیا گیا ہے۔ الزام مجرمانہ عہد شکنی کا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ملزم نے فری چرچ آف اسکاٹ لینڈ کا جو ڈلہوزی اسٹریٹ میں واقع ہے۔ ایک لاکھ روپیہ کا غبن کیا ہے ؛

——لکھنو ۲۴ ر اکتوبر۔ لکھنو ڈسٹرکٹ بورڈ کے چیرمین جو ڈھائی سال سے بورڈ کا کام کر رہے تھے۔ بعض وجوہ کی بناء پر کہیں غائب ہو گئے ہیں۔ اور کورٹ سے اپنا استعفےٰ بھجوا دیا ہے۔ ان کی گرفتاری کے لئے وارنٹ جاری ہو گیا ہے۔ اور بورڈ سے ان کا جانشین انتخاب کرنے کے لئے گذارش کی گئی ہے ؛

——ناگپور ۲۴ ر اکتوبر۔ اکولہ میں ہندوؤں کی ستیہ گرہ جاری ہے۔ جو مسجدوں کے سامنے باجہ بجانے کا حق تسلیم کرنے کے لئے جاری ہے۔ ہندو سبھا حکومت کے پاس ایک وفد بھیجنا چاہتی ہے۔ اب تک جملہ (۵۶) ستیہ گری گرفتار ہو چکے ہیں ؛

——مدراس ۲۴ ر اکتوبر۔ آج یہاں بہت سے بدھ مذہب کے پروہت لنکا سے آئے ہیں۔ ان کے سردار ڈاکٹر ہیوا ہیوا دیتارد کو لنکا کے بدھ مذہب کے معتقدین نے بھیجا ہے۔ تاکہ ہندو مہاسبھا سے مل کر بدھ مندر گیا کے متعلق سوالات پر بحث کریں۔ اور حکومت کے حکام سے دیہارات شارنا تھ کی عمارت کے متعلق گفتگو کریں۔ جہاں پر کہ اب کام روک دیا گیا ہے تقریباً سات سو سال کے بعد یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ بدھ پروہتوں کو لنکا سے بدھ گیا کی پوجا کی رسم ادا کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ جو وہ اس مہینے کے آخر میں ادا کریں گے ؛

——کلکتہ ۲۵ ر اکتوبر۔ ہزایکسی لینسی وائسرائے کے کیمپ سے تین ڈاکٹروں کے دستخطوں سے مندرجہ ذیل بلیٹن شائع ہوا ہے۔ ہزایکسی لینسی کاؤنٹیس آف ریڈنگ کا آج صبح اپریشن کیا گیا۔ اپریشن خطرناک تھا۔ مگر پوری کامیابی سے اختتام کو پہونچا ؛